# انصار حسینؑ اور شوق شہادت

شاعرۂ آل محمدؐ محترمہ تنظیم زہراء نقوی کنیز آکبر پوری
معلمۂ جامعۃ الزہراء لکھنؤ

عاشور کی گھٹاٹوپ رات ہے۔ ہر طرف ہو کا عالم ہے، فضا غمگین ہے، ایسی نازک شب میں شمع امامت کے اردگرد ان کے عاشق و اصحاب پروانہ وار چکر لگا رہے ہیں۔ اصحاب کی تکبیروں کی آواز ہے اہل حرم تسبیح و تحلیل الٰہی میں مصروف ہیں۔

امام حسین ۔نے اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا صرف اس بات کی وضاحت کے لئے کہ امامت کا انتخاب اجباری نہیں ہونا چاہئے جنت وجہنم کے راستے کا انتخاب اختیاری ہے مذہب اسلام جبر کا قائل نہیں ہے بلکہ ہر انسان اپنی عقل وشعور اور اپنی تربیت روحانی کے اعتبار سے کسی بھی نظریئے کو اخذ کرنے کا حقدار ہے اور ایسی ہی صورت میں راہِ حق کی شناخت ہوسکتی ہے اور باطل کے چہرے سے نقاب ہٹائی جاسکتی ہے۔

لہٰذا امام عالی مقام نے اپنے دوستوں کو بلایا دل ہلا دینے والا خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد وشکر پروردگار بجالانے کے بعد فرماتے ہیں:

''میرے اصحاب کے جیسے باوفا اور بہتر صحابی کسی کو نہیں ملے اور نہ میرے جیسے اہلبیتؑ کسی کو ملے ہیں۔ خدا آپ لوگوں کو جزائے خیر دے۔ میرے عزیز دوستو! اہل کوفہ مجھ سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ تم سب کو اختیار ہے چاہے جس طرف چلے جاؤ یہ قوم صرف میری تلاش میں ہے انھیں تم سے کوئی کام نہیں ہے۔'' مجمع میں عجیب سکون ہے۔ دل لرز رہے ہیں۔ جاں نثار اصحاب خاموش ہیں۔

پھر امام نے فرمایا: اگر تمھیں شرم محسوس ہورہی ہے تو میں چراغ کو خاموش کئے دیتا ہوں تم چاہے جس طرف چلے جاؤ، اور اپنی جان بچالو، اس لئے کہ جو میرے ساتھ رہے گا اس کا خون ناحق بہادیا جائے گا۔

اب اصحاب باوفا اور فداکار انصار خاموش نہیں رہ سکے۔ صبر نے دم توڑ دیا بالآخر زبان بولنے پر مجبور ہوگئی۔ اور نہایت شجاعانہ اور ایمانانہ اندازی میں بول اٹھے:

یابن رسول اللہ! ہمیں موت کا خوف نہیں ہے۔ اگر آپ حکم فرمادیں تو ہم اپنی گردنوں پر خود تلواریں چلالیں اور سرتن سے جدا کرلیں ہم آپ سے الگ جینا نہیں چاہتے ہم آپ کی راہ کو ترک کرنا گوارہ نہیں کرسکتے۔ یابن فاطمہ! یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور آپ کے بغیر زندگی گذاریں۔ ہم روز محشر آپ کے نانا حضرت رسولؐ خدا اور آپ کے پدر بزرگوار حضرت علی بن ابی طالبؑ

کو کیا منھ دکھائیں گے۔ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ ہم آپ کو نرغۂ اعدا میں تنہا چھوڑ کر آرام سے بیٹھے رہیں۔

**زہیر ابن قین** جو قبیلہ بن غزوہ سے تعلق رکھتے تھے اور آپ اپنے قبیلہ کے بزرگ افراد اور شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ ۶۰ھ میں جب حج سے واپس ہو رہے تھے امام سید الشہداء کی خدمت میں حاضر ہوئے امام کے وفادار اصحاب میں سے تھے۔ شب عاشور امام نے جب اصحاب سے چلے جانے کو کہا تو زہیر ابن قین کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ہم نے آپ کی باتوں کو سنا اے فرزند زہرا! یہ دنیا ہماری نگاہ میں کوئی قیمت نہیں رکھتی اگر دنیا پائیدار اور مستحکم ہوتی اور ہم جاوداں ہوتے پھر بھی ہم آپ کی راہ میں شہید ہو جانے کو ترجیح دیتے۔ خدا کی قسم میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ قتل ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں اور دوبارہ قتل کر دیا جاؤں یہاں تک کہ اگر ہزار بار بھی قتل ہو کر زندہ ہو جاؤں پھر بھی اس عظیم شہادت اور شیریں موت سے خوف نہیں کھا سکتا اور اس سعادت مند درجہ کو ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔

**مسلم بن عوسجہ** آپ نے کوفے کی صعوبتیں بھی برداشت کی ہیں۔ اس کے بعد کربلا آئے امام کی تقریر سن کر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

واللہ ہم ہرگز آپ سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ دشمنوں کو تہہ تیغ کریں اگر ہمیں اسلحے کے ذریعہ جنگ کی اجازت نہ ملی تو ہم پتھروں سے آپ کے دشمنوں پر حملہ کریں گے اور اگر ہمیں قتل کر دیا جائے یا زندہ جلا دیا جائے۔ اور ہمارے جسم کے حصوں کو راکھ کی شکل میں فضا میں منتشر کر دیا جائے اور یہ کام بھی ۷۰ رمرتبہ ہو پھر بھی ہم آپ کی نصرت سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ آپ کی راہ میں یہ شہادت جاودانہ کرامات اور ابدی سعادت کا ہمیں پیغام دے رہی ہے۔

**ہلال بن نافع بَجَلی** بھی کھڑے ہوئے اور کہا: یابن رسول اللہ! خدا کی قسم ہم شہادت اور موت سے ہرگز ڈرتے نہیں ہیں آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت ہمارا ایمان ہے۔

**بریر بن خضیر** کہنے لگے اے فرزند پیغمبر! خدا کی قسم آپ کا وجود ہم پر خدا کا فضل و کرم اور خاص احسان ہے حق تو یہی ہے کہ ہم آپ کی نصرت میں جنگ کریں اور ہمارے بدن آپ کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تا کہ اس کے عوض میں ہمیں آپ کے جدامجد رسولؐ خدا کی شفاعت نصیب ہو سکے۔

جناب بریر کے بارے میں ملتا ہے کہ شب عاشور عبدالرحمن بن عبدربہ انصاری نے جب آپ کو بہت خوشحال دیکھا تو تعجب سے پوچھا اے بریر! تم اتنے خوش کیوں نظر آرہے ہو آج تک تم کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا۔ بریر نے جواب دیا: ''ہمارے قبیلہ کا ہر شخص باقاعدہ اس بات سے آگاہ ہے کہ میں مزاح و شوخی سے کس قدر پرہیز کرتا ہوں آج کی میری خوشی صرف اس لئے ہے کہ مجھے شہادت کا عظیم درجہ نصیب ہونے والا ہے اور میں اپنے لئے اس کے علاوہ کوئی اور کامیابی نہیں دیکھ رہا ہوں۔''

**سعد بن عبداللہ** جب امام کی تقریر تمام ہوگئی تو

سعد بن عبداللہ نے کہا: ''نہیں، ہرگز نہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں۔ ہم آپ پر اپنی جانیں قربان کردیں گے تاکہ خدا شاہد رہے کہ ہم نے رسول کی وصیت کو فراموش نہیں کیا ہے اور کیونکر آپ پر جان فدا نہ کریں جب کہ اس ایک موت کے بعد ہمیں دائمی اور ابدی عزت وسعادت ملنے والی ہے۔''

**محمد بن بشیر حضرمی** کربلا میں موجود تھے جب انھیں اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ان کا بیٹا شہرَرَی کی سرحد پر گرفتار کرلیا گیا ہے تو کہا: ''خدا کی قسم میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں زندہ رہوں اور وہ شہید ہو جائے یا گرفتار کرلیا جائے۔'' جب امام کو ان کے بیٹے کی اسیری کے بارے میں معلوم ہوا تو امام -نے فرمایا: خدا تم پر رحمت نازل کرے تم جاؤ اور اپنے بیٹے کو اسیری سے نجات دلاؤ۔

محمد بن بشیر اس بات پر تڑپ گئے اور کہا: ''مجھے درندے کھا جائیں اور وہ مجھے اپنی غذا بنالیں اگر میں آپ کی خدمت سے چلا جاؤں۔''

**حبیب ابن مظاہر** امام کے بچپن کے دوست تھے ضعیفی کے باوجود شجاعت میں ہرگز کمی نہ آئی آپ کو مال ودولت کی بہت لالچ دی گئی کہ امام کا ساتھ چھوڑ دیں مگر ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ: ''ہم روز قیامت رسولؐ خدا سے کیا عذر پیش کریں گے اور کیسے ممکن ہے ہم زندہ رہیں اور حسینؑ رسولؐ کا نواسہ قتل ہو جائے۔''

آپ وہ تھے جنھوں نے اپنے سینے پر تیر روکے اور خود کو تلوار کی چھاؤں میں پیش کردیا۔ ابن ابی الحدید کے مطابق عمر سعد نے کہا کہ: ''امام حسین -کے اصحاب ایسے تھے جو خود کو موت کے منھ میں ڈال رہے تھے انھیں نہ مال کی لالچ تھی نہ تو حکومت اور سلطنت کی آرزو ہم لوگ ان سے ایک لمحہ کے لئے غافل ہو جاتے تو وہ ہمارے پورے لشکر کو تباہ وبرباد کرڈالتے۔

یقیناً آپ کے اصحاب بے نظیر ہیں۔ شب عاشور ایک کے بعد دوسرے آتے رہے اور اپنے جذبات نصرت کا اظہار کرتے رہے۔ حضرت سب کے لئے دعائے خیر کرتے رہے اور ساتھ ہی بہشت کا یقین بھی دلاتے رہے جس کا سب نے مشاہدہ بھی کیا۔

امام -نے اس کے بعد اصحاب کے سامنے پیغمبر اسلام کی وہ حدیث بیان فرمائیں جس میں رسولؐ خدا نے امام حسینؑ سے اس طرح خطاب فرمایا تھا: اے حسین! تمہیں اپنے وطن سے عراق بلایا جائے گا عراق کی اس سرزمین پر تمہیں دعوت دی جائے گی جہاں ہر خدا کے اوصیاء اور پیغمبروں نے ایک دوسرے کی زیارت کی ہے۔ اے حسین! اس زمین کو ''عمورا'' کہا جاتا ہے وہاں تم اپنے اصحاب کے ساتھ شہید کردیئے جاؤ گے جب کہ تمہاری جنگ سلامتی کی جنگ ہوگی۔''

امام -نے فرمایا: اے میرے اصحاب! بشارت ہو تم کو اگر ہمیں قتل کردیا جائے گا تو ہم پیغمبروں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ اس کے بعد فرمایا: تم کریم زادہ ہو، اپنے ارادہ میں مستحکم ہو، موت تو ایک سیڑھی ہے جو سختیوں اور تنگیوں سے نکال کر وسیع بہشت اور اس کی نعمات تک پہنچا

دینے والی ہے۔ اور وہاں کی نعمتیں جاوداں ہیں۔ یقیناً کوئی شخص تنگ وتاریک قیدخانہ سے نکل کر روشن محل میں جانے سے تامل نہیں کرے گا۔ مومن کے لئے دنیا زندان ہے اور کافروں کے لئے بہشت ہے۔

غرض یہ کہ ہر ایک کو بہشت بریں کا یقین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نیزہ وشمشیر سے اصلاً خوف کا احساس نہیں کیا اور شہادت کا درجہ حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر مقدم ہوجانے کے متمنی رہے اور ہر صحابی ایک دوسرے سے پہلے شہید ہوجانا چاہتا تھا۔

روز عاشورہ بنی ہاشم سے پہلے اصحاب ایک کے بعد ایک آتے رہے اور کہتے تھے: **السلام علیک یابن رسولؐ اللہ!** حضرت جواب میں فرماتے تھے: **وعلیک السلام۔** اور جب زخموں سے چور چور اصحاب کے پاس امام آتے تھے تو مستقل اسی آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

**مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وْا وَمَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً۔** (سورۂ احزاب:۲۳)

یعنی مومنین میں سے بعض عظیم المرتبت مرد ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں بعض اپنا وقت پورا کر چکے اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور اِن لوگوں نے اپنی بات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی ہے۔''

امام جعفر صادق - فرماتے ہیں:

''اصحاب امام حسین - کے یقین کا عالم یہ تھا کہ گویا وہ بہشت میں اپنی قیام گاہ کا مشاہدہ کر رہے تھے وہ قربانی پیش کر رہے تھے اور حوریں ان کا استقبال کر رہی تھیں کیونکہ ان کی نگاہوں کے سامنے سے تمام حجابات ہٹا لئے گئے تھے۔''

❁❁❁

**بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بنائے لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ**

آپ کا مشہور شعر ہے:

اَلْمَوْتُ اَوْلٰى مِنْ رُكُوْبِ الْعَارِ
وَالْعَارُ اَوْلٰى مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

ننگ وعار اختیار کرنے سے موت بہتر ہے۔ اور جہنم کی آگ میں جانے سے دنیا کی ذلت واہانت برداشت کر لینا افضل ہے۔

امام حسینؑ نے ہم کو انسان کے سر کی قیمت بتائی ہے۔ انھوں نے ہم کو احساس برتری کے طریقے سکھائے ہیں۔ نوع بشر کو تاریخ میں ایک لازوال جگہ دی ہے۔ نظم وضبط کے آئین سمجھائے ہیں۔ انھوں نے انسانی ضمیر سے موت اور اسیری کا خوف ہمیشہ کے لئے دور کر دیا اور اپنے عمل سے دکھا دیا کہ دیانت اور حق کی حفاظت کے لئے بڑے سے بڑے اقتدار سے ٹکر کیونکر لی جاتی ہے۔

سرداد نہ داد دست در دست یزیدؔ
حقا کہ بنائے لاالٰہ است حسینؑ

(خواجہ معین الدین چشتیؒ)

❁❁❁